Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

سپین میں اسلام کی سرگزشت

ڈاکٹر محمد خالد مسعود

سپین جسے ہسپانیہ بھی کہتے ہیں براعظم یورپ کا باب الاسلام ہے۔ تاریخی طور پر سپین اور پرتگال ایک ھی علاقہ تھا اور اس جزیرہ نما کو آئی بیریا کہا جاتا تھا ۔ عرب مصنفین عام طور پر اسے اندلس کے نام سے یاد کرتے ھیں ۔ اندلس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ لیکن غالباً اسلامی فتوحات کے وقت اس علاقے کا یہی نام معروف ہوگا ۔ سپین کی قبل از اسلام تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے سے یہی بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

قبل از اسلام سپین

سپین یورپ کے جنوب مغربی کونے پر واقع ہے۔ شمال میں پیرنیز کے بلند پہاڑوں نے اس جزیرہ نما کو صدیوں تک یورپ سے علیحدہ رکھا ۔ اگرچہ یہاں انسانی تمدن کی اثری تاریخ تقریباً بیس ہزار سال پرانی ہے اور ۲۰۰۰ ق م کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں زراعت بہت قدیم زمانہ میں بھی موجود تھی اور دھات کے اوزار بھی استعمال ہوتے تھے ، بحری تجارت کے بھی آثار ملتے ھیں ، لیکن اس کا یورپ کے دوسرے علاقوں سے رابطہ آٹھویں صدی ق م میں جاکر قائم ہوا جب بعض یورپی قبائل پیرنیز کے پہاڑوں کو عبور کرکے اس علاقے میں داخل ہوئے ۔ سلطنت روما کے لئے یہ قبائل مستقل خطرہ تھے ۔ رومی انہیں وحشی سمجھتے تھے اور انہیں سرحدوں کی طرف

دھکیلتے رہتے تھے ۔ ۲۱۸ ق م میں رومی فوجوں نے ان قبائل کو زیر کرکے سپین کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ۔

تقریباً دو سو سال بعد پانچویں صدی عیسوی میں جرمانی قبائل پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور سلطنت روما پر حملے شروع کر دئے ان میں سرِدو قبائل وانڈال (وندالیه) اور ویسی گوتھ (غربی قوطیه) کے حملے بہت شدید تھے ۔ ویسی گوتھ نے کوہ آلپس پار کرکے ۴۱۰ء میں روم کو تباہ کر دیا اور وانڈال نے کوہ پیرنیز پار کرکے سپین پر قبضہ کر لیا۔ دو سال کی کش مکش کے بعد آخر رومی سلطنت ان قبائل سے صلح کے معاهدے کرنے میں کامیاب هوگئی ۔ ان قبائل کو سپین کے سرحدی علاقوں میں آباد کر دیا گیا ۔ وانڈال کی ایک شاخ جنوب مغربی سپین کے علاقے بائی ٹکا میں بس گئی اور اس کا نام وانڈالوسیا رکھا ۔ اسلامی فتوحات کے وقت یہی نام معروف هوگا جو عربی میں اندلس بن گیا ۔

ویسی گوتھ (قوطیه) آهسته آهسته پورے سپین پر چھا گئے ان کی بادشاهت سلطنت روما کی اطاعت کا دم بھرتی تھی ۔ فرق اتنا تھا که سپین کے قوطیه بادشاه عیسائیت کے پیروکار تھے اور رومی سلطنت کسی مذهب کی قائل نهیں تھی ۔

قوطیوں کی سخت گیر قبائلی عصبیت نے عیسائیت قبول کی تو ان میں شدید مذهبی تعصب پیدا هو گیا ۔ اس کا اولین نشانه سپین کے یهودی بنے ۔ اس پر مستزاد یه که خود رومی سلطنت کی سیاسی معاشرت کا بنیادی اصول عدم مساوات تھا۔

چنانچه قوطیه بادشاهت کا نظام قبائلی عصبیت، مذهبی تعصب، اور ظلم و استبداد کے اسی تار وپود سے بنا جس کی وجه سے اسے دیرپا سیاسی اور معاشرتی استحکام حاصل نهیں هو سکا ۔ مظلوم طبقات مسلسل بغاوت کرتے رهتے تھے ۔ آخری قوطیه بادشاه رزریق کا

عہد بھی مختلف نہیں تھا اور اسلامی فتوحات کے بعد بھی برسوں تک یہاں طبقاتی منافرت اور قبائلی عصبیت قائم رہی ۔

امـوی امرا کا دور (۷۱۱ء ـ ۷۵٦ء)

پہلی صدی ہجری کی آخری دہائیوں میں اموی فوجیں موسیٰ بن نصیر کی قیادت میں شمالی افریقہ کے اکثر علاقوں پر قابض ہو چکی تھیں ـ شمالی افریقہ کے ساحلی علاقے سلطنت روما کا حصہ تھے لیکن قرطاجنہ کے سقوط کے بعد افریقہ میں رومی سلطنت کی طاقت کا بھرم ٹوٹ چکا تھا ـ تاہم شمالی افریقہ کا ساحلی شہر سبتہ بدستور رومی سلطنت کا حصہ تھا ـ سبتہ کا حاکم جولیان قوطیہ بادشاہ سپین وی تیزا کا داماد اور معتمد والی تھا ـ رزریق بادشاہ وی تیزا اور اس کے ولی عہد کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا تھا ـ رزریق اپنے مظالم اور وعدہ خلافیوں کی وجہ سے بہت جلد سپین میں غیر مقبول ہو گیا ـ اس کے مظالـم سے تنگ آکر سپیـن کے بہت سے باشندے سبتہ اور افریقہ کے ساحلی شہروں میں جمع ہو رہے تھے ـ جولیان کو بھی رزریق کے خلاف شکایات تھیں ـ چنانچہ ۷۱۰ء میں جب موسیٰ بن نصیر کا ایک سپہ سالار طریف اس راستے سے اسپین کی طرف بڑھا تو جولیان نے نہ صرف مسلمانوں کو خوش آمدید کہا بلکہ ان کی مدد بھی کی ـ

موسیٰ کا دوسرا سپہ سالار طارق بن زیاد سمندر کو عبور کرکے ۷۱۱ء میں ساحلی پہاڑی پر اترا ـ یہی پہاڑی بعد میں جبل الطارق یا جبرالٹر کے نام سے مشہور ہوئی ـ یہیں سے اس نے سپین پر حملوں کا آغاز کیا اور ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو وادی لطہ میں قوطی بادشاہ رزریق کو شکست فاش دی ـ اس کے بعد بہت تیزی سے مسلمان فوجوں نے سپین کے دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا ـ ۷۱۱ء میں قرطبہ

اور طلیطلہ فتح ہوئے اور ۷۱۲ءمیں اشبیلیہ ، ماردہ اور سرقسطہ بھی فتح ہو گئے ۔ یوں سپین اموی خلافت کا باقاعدہ حصہ بن گیا ۔ سپین کا والی اکثر براہ راست دمشق کی مرکزی حکومت کو جواب دہ ہوتا تھا لیکن کچھ ادوار میں سپین افریقیہ کی ولایت شمار کیا گیا اس لئے امیر اندلس قیروان کے والی کے ماتحت سمجھا گیا ۔

سپین کی تاریخ کا یہ دور اموی امرا کا عہد (۷۱۱ء سے ۷۵۶ء تک) ہے ۔ اس عہد میں سپین کی مقامی ثقافت اور اسلام کی شامی تہذیب کی روایات کے امتزاج سے مذہبی رواداری کی داغ بیل پڑی زراعت اور آبپاشی کے شامی طریقے متعارف ہوئے ، تجارت کو نشوونما ملا ۔ تاہم اس عہد میں معاشرت کی بنیاد قبائلی تقسیم پر رہی ۔ عربوں کی رقابت بربر کے ساتھ تھی تو عرب شامی اور غیرشامی تفریق کا شکار تھے ۔ مقامی مسلمان بلادیون کہلاتے تھے اور قبائلی منافرت کا نشانہ تھے ۔ بحیثیت مجموعی یہ عہد سیاسی انتشار اور مہم جوئی کا زمانہ تھا ۔

اس عہد کا ایک قابل ذکر واقعہ بلاط الشہدا کی جنگ ہے ۔ یہ جنگ مسلمانوں کی یورپ میں شمال کی طرف مسلسل پیش قدمی کا آخری واقعہ تھا ۔ جو ۷۱۹ءمیں شروع ہوئی ۔ ۷۲۱ء تک مسلمان نربونہ اور طلوشہ سے گذر کر ۷۲۵ءمیں وادی رودنہ میں برگنڈی تک پہنچ گئے ۔ آخری حملہ مسلمان سپہ سالار عبدالرحمن الغافقی کی قیادت میں ہوا جو سپین کی سرحدیں عبور کرکے فرانس میں دور تک نکل گیا ۔ پواتیے کے مقام پر اکتوبر ۷۳۲ء میں اس کا مقابلہ فرانک سپہ سالار چارلس مارٹل سے ہوا ۔ اس حملے میں عبدالرحمن شہید ہو گیا اور مسلمان فوجیں سپین واپس آ گئیں ۔ یورپ کے مؤرخین نے اس واقعہ کو بہت اہمیت دی ہے کیونکہ اس کے بعد

اسلامی فوجوں کے یورپ کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے تھے ۔ لیکن اندلس کی اسلامی تاریخ میں اسے سرحدی علاقے کی ایک جنگی مہم سے زیادہ حیثیت نہیں دی گئی ۔

آخری اموی والی یوسف بن عبدالرحمن الفہری (۷۴۷ ـ ۷۵۶ء) تھا جب عباسیوں نے اموی خلافت کے خاتمہ کے بعد ۷۵۶ ء میں بغداد میں عباسی خلافت قائم کی تو ایک اموی شہزادہ عبدالرحمن بن معاویہ جو خلیفہ ہشام کا پوتا تھا عباسیوں سے بچتا بچاتا شمالی افریقہ پہنچ گیا ۔ یہاں اس نے فوج جمع کی اور سپین پر حملہ کیا ۔ قرطبہ کے باہر الفہری کو شکست دے کر ۱۰ مئی ۷۵۶ ء کو اس نے امیر اندلس ہونے کا اعلان کرکے اندلس میں اموی امارت کے دور کا آغاز کیا ۔

اموی امراء اور خلفا کا دور (۷۵۶ ـ ۹۱۲ء)

اندلس میں اموی امارت کے اس دور میں اندلس کا باقاعدہ ثقافتی تشخص اجاگر ہوا ۔ زبان وادب اور علم و فن کو ترقی ہوئی ۔ اندلس میں مالکی مذہب سرکاری سطح پر متعارف ہوا ، صنعت وحرفت، زراعت وتجارت، عمارات، کتب خانے الغرض زندگی کے ہر شعبے میں اندلس نے نمایاں مقام حاصل کیا ۔ اندلس کے ابتدائی اموی امراء میں عبدالرحمن (م ۷۸۸ء) نے جو الاول اور الداخل کے نام سے بھی معروف ہے ، اندلس کی مشہور عالم مسجد قرطبہ کی بنیاد ڈالی ۔ اس کا دھری محرابوں کا مخصوص فن تعمیر صدیوں سے شاعروں، سیاحوں اور ماہرین فن تعمیر کو مسحور کر رہا ہے ۔ علامہ اقبال کی یادگار نظم مسجد قرطبہ اور چند دیگر نظموں کا موضوع یہی عبدالرحمن ہے ۔

اس کے جانشین ابوالولید ہشام اول (م ۷۹۶ء) اور الحکم الاول (م ۸۲۲ء) کے نام بھی بہت نمایاں ھیں ۔ ہشام کا عہد نہایت پرامن

تھا ۔ بربروں،عربوں اور مولّدین کی بغاوتیں ختم ہوگئیں ۔ اسی کے عہد میں مالکی مذہب اندلس میں داخل ہوا ۔ مالکی فقہا نے بہت جلد اندلس کی سیاسی معاشرت میں وہی مقام حاصل کر لیا جو قوطی بادشاہوں کے دور میں پادریوں کو حاصل تھا ۔ یہ ریاست میں براہ راست دخیل ہونے لگے ۔ ہشام کے بیٹے حکم کے خلاف بغاوتوں میں علماء و فقہاء ہی پیش پیش تھے ۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہاء کے تعاون کے بغیر کوئی امیر ، وزیر اور خلیفہ کامیاب حکومت نہیں چلا سکتا تھا ۔ فقہاء کے اسی عمل دخل کا نتیجہ تھا کہ سپین میں روایت پسندی راسخ ہوگئی حتی کہ صدیوں تک مشرقی طرز کے دینی مدارس کا نظام رائج نہ ہو سکا ۔ تصوف ، علم کلام اور فلسفہ ممنوعہ علوم رہے ۔

عبدالرحمن الثانی (م ۸۵۲ء) نے سلطنت کو مزید مستحکم کیا اور شامی روایات اور نظام حکومت کو ترک کرکے سپین میں عباسی طرز کے نظام کو رواج دیا ۔ تاہم اس کے آخری عہد میں شامی عناصر نے بغاوت کر دی اور ان کی بغاوتوں کا یہ سلسلہ بعد کے ادوار میں بھی جاری تھا ۔

اموی اندلس کی تاریخ میں عبدالرحمن الناصر (م ۹۶۱ء) کا دور اندلسی ثقافت کا نقطہ عروج تھا ۔ ابھی تک اندلس کے اموی حکمران ,,امیر،، کہلاتے تھے ۔ عبدالرحمن نے خلافت کا باقاعدہ اعلان کرکے اندلس میں اموی خلافت کا احیا کیا ۔ اس کا پچاس سالہ دور حکومت کامیاب ترین عہد تھا ۔ شمال اور جنوب میں عیسائیوں اور بربروں کے حملوں کو روک کے سرحدوں کو پرامن بنا لیا ۔ ملک کے اندربھی امن و امان قائم کیا ۔ آبپاشی کا وسیع اور ملک گیر نظام متعارف کرایا ۔ جس کے نتیجے میں باغات اور کھیتی باڑی

کو فروغ ملا ـ قرطبه، المیریه، اشبیلیه میں صنعت و حرفت کی نشوونما ہوئی ـ اس دور میں اندلس یورپ کا سب سے ترقی یافته ملک تھا ـ ہمسایه یورپی بادشاه اندلس سے روابط قائم کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے ـ قسطنطنیه، جرمنی ، فرانس اور اٹلی کے بادشاہوں نے قرطبه میں اپنے سفیر بھیج رکھے تھے ـ

الناصر کے بعد اس کا بیٹا الحکم ثانی المستنصر باللہ (م ۹۷۶ء) کے لقب سے خلیفه بنا ـ یه خود بھی عالم اور علم وفن کا دلداده تھا ـ اور اس کے دربار سے بھی علماء و حکماء کی ایک بڑی تعداد وابسته تھی ـ اس کے عہد میں ادب و ثقافت کو بہت عروج ملا ـ اس وقت کے قرطبه کو ,,عروس عالم کا زیور،، کہا جاتا تھا ـ الحکم الثانی کے بعد قرطبه میں اموی خلافت کا زوال شروع ہوا ـ چند حوصله مند اور مدبر شخصیتیں ابھریں بھی تو سیاسی ریشه دوانیوں اور قبائلی منافرتوں کے سامنے ان کی پیش نه گئی اور بالآخر ۱۰۲۳ء میں یه خلافت ختم ہو گئی ـ

ملوک الطوائف

خلافت کے دور زوال میں اندلس کے مختلف شہروں میں باغی سرداروں نے اپنی حکومتیں قائم کر لیں ـ یه چھوٹی چھوٹی ریاستیں بہت ہی عارضی تھیں ـ درحقیقت یه اندلس کے سیاسی انتشار کی علامت تھیں ـ یه دور ملوک الطوائف کا دور کہلاتا ہے ـ ان میں سے چند نے اپنی علمی اور ثقافتی سرگرمیوں کی وجه سے شہرت ضرور پائی لیکن اس انتشار کی وجه سے جنوب میں بربر امرا اور شمال میں عیسائی بادشاہوں کو اندلس پر حملے کا موقع مل گیا ـ ان ملوک الطوائف میں قرطبه میں بنوجوہر (۱۰۳۱ ـ ۱۰۷۰ء) اشبیلیه میں بنو عباد (۱۰۳۳ ـ ۱۰۹۱ء) طلیطله میں ذوالنونیه (۱۰۳۵ ـ ۱۰۸۵ء)

سرقسطه میں بنو ہود (۱۰۱۰ ـ ۱۱۱۱ء) اور غرناطه میں بنوزیری (۱۰۱۲ ـ ۱۰۹۰ء) زیاده نمایاں رهے ـ مسلمانوں کے آپس کے خلفشار اور سیاسی کمزوری کی وجه سے شمال کے عیسائی بادشاه اندلس کی طرف پیش قدمی کرتے رهے اور اس طرح سپین کی ,,دوباره فتح،، کا وه عمل شروع هوا جو بالآخر اندلس سے مسلمانوں کے مکمل انخلا پر منتج هوا ـ عیسائی بادشاه الفانسو ششم نے ۱۰۸۵ء میں طلیطله پر بغیر کسی لڑائی کے قبضه کر لیا اور اتنی قوت حاصل کر لی که ملوک الطوائف اپنی لڑائیوں میں اسے ثالث اور معاون بنانے لگے۔ ملوک الطوائف کا اولین هدف اپنے اقتدار کی حفاظت تھی ـ اس لئے کبھی بربروں سے مدد لیتے کبھی عیسائیوں سے ـ

المرابطون، الموحدون (۱۰۹۱ ـ ۱۲٦۹ء)

گیارھویں صدی کے آخر میں جب بعض ملوک الطوائف نے الفانسو ششم سے مدد لی تو ان کے مخالفین نے افریقه میں المرابطون کے امیر یوسف بن تاشفین کو سپین پر حملے کی دعوت دی ـ ابن تاشفین نے ۲ نومبر ۱۰۸٦ء کو جنگ زلاقه میں الفانسو کو عبرت ناک شکست دی تاهم ملوک الطوائف کی باهمی رقابتوں میں کوئی فرق نه پایا تو اس نے ان حکمرانوں کو یکے بعد دیگرے معزول کرکے اندلس کے بیشتر حصے کو المرابطون کی سلطنت میں شامل کر لیا ـ المرابطون کے زمانے میں الاندلس میں داخلی طور پر تو قدرے امن و امان رها لیکن شمال کی جانب سے عیسائیوں کا دباؤ مسلسل بڑھتا رها ـ طلیطله پر تو عیسائیوں کا قبضه قائم تها هی سرقسطه پر بھی ۱۱۱۸ء میں عیسائیوں نے قبضه کر لیا طرطوشه ، لارده، یابره اور قونکه بھی مسلمانوں کے هاتھوں سے نکل گئے ـ

۱۱۳۳ء میں شاه قشتاله الفانسو هفتم کی فوجوں نے قرطبه کو تاخت و تاراج کر دیا ـ مسجد قرطبه کی بے حرمتی کی۔اسی طرح

اشبیلیه ، قارمونه، قادیس ، جریش، جین، بیاسه اور ابیده کے شہر بھی تباھی کا نشانہ بنے ، ۱۱۴۴ء تک پورا اندلس زیر وزبر ہو چکا تھا ـ

ادھر افریقہ میں المرابطون کی جگہ الموحدون (۱۱۴۷ء ـ ۱۲۲۸ء) برسر اقتدار آ چکے تھے ـ اندلس پر عیسائی پیش قدمی خود ان کے لئے بھی خطرہ تھی ـ اس لئے جب اندلس کے امرا نے الموحدون کو دعوت دی تو انہوں نے فوراً لبیک کہا ـ ۱۱۴۷ء میں الموحدین نے اشبیلیہ، مالقہ اور دیگر اھم شہروں سے المرابطون کی حکومت کا خاتمہ کرکے اندلس کو متحد کرنا شروع کیا ـ بلنسیہ کے حاکم نے طلیطلہ کے عیسائی بادشاہ کی مدد کے ساتھ مقابلہ کیا لیکن شکست ہوئی ـ طلیطلہ ، القنطرہ اور اشبیلیہ پر بھی الموحدین نے اپنی حکومت قائم کی ـ الموحد خلیفہ ابو یعقوب یوسف (۱۱٦۳ ـ ۱۱۸۴ء) نے اپنے مختصر دور حکومت میں اشبیلیہ کو چار چاند لگا دیئے ـ جامع اشبیلیہ اور مینار جیرالدہ اسی کے دور کی یادگار ھیں ـ ابو یعقوب ۱۱۸۴ء میں عیسائیوں کے خلاف جنگ میں زخمی ہو کر شہید ہوا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی ـ اس کے ساتھ ھی سپین میں عیسائیوں کی ,,فتح ثانی ،، میں تیزی آ گئی ـ اگرچہ الموحد خلیفہ ابو یوسف یعقوب (۱۱۸۴ ـ ۱۱۹۹ء) نے ۱۸ جولائی ۱۱۹۵ء کو الفانسو ہشتم (۱۱۵۸ ـ ۱۲۱۴) کو الارکہ کے مقام پر ایک مرتبہ پھر شکست دی لیکن اس کے اثرات دیرپا ثابت نہ ہوئے ـ عیسائی ریاستیں متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتی رھیں ـ قشتالہ ، لیون، نبرہ اور ارغون کے اتحاد کے نتیجے میں مسلمانوں کو ۱۷ جولائی ۱۲۱۲ ء کو بہت بڑی شکست ہوئی ـ ۱۲۳٦ میں قرطبہ بھی مسلمانوں کے ھاتھ سے نکل گیا ـ ارغون نے ۱۲۳۷ ء میں بلنسیہ اور قشتالہ نے ۱۲۴۸ء میں اشبیلیہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا ـ

بنـو احمـر (۱۲۳۲ ـ ۱۴۹۲ء)

تیرھویں صدی میں سپین میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہوتا چلا گیا ـ اندلسی مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد شمالی افریقہ کی طرف ھجرت کر گئی ـ باقی اندلس کے جنوب کے علاقوں میں سمٹتے چلے گئے ـ یہاں چند چھوٹی ریاستیں قائم ہوئیں ان میں سے سب سے آخری اور طاقت ور سلطنت غرناطہ (۱۲۳۲ ـ ۱۴۹۲ء) تھی یہ سلطنت جنوب میں بحیرہ روم کے سرحدی علاقوں المیریہ اور جبل الطارق تک اور شمال میں رندہ اور البیرہ کے پہاڑی سلسلوں تک محدود تھی ـ ۱۲۳۷ء میں ارجونہ کے قلعدار محمد بن یوسف نے جو ابن الاحمر کے نام سے مشہور تھا غرناطہ پر قبضہ کرکے الغالب باللہ کے لقب کے ساتھ اس سلطنت کی بنیاد ڈالی ـ یہ خاندان بنو نصر اور بنو احمر کے ناموں سے مشہور ہوا ـ غرناطہ کی مختلف شاھی عمارتوں پر بلکہ آج کے سیاحوں کے لئے مختلف یادگاری اشیاء پر لاغالب الا اللہ کے الفاظ اسی سلطنت کے بانی محمد الاول (۱۲۳۲ ـ ۱۲۷۲ء) کے لقب الغالب باللہ پر ایک تاریخی تبصرہ ھیں ـ

بنو نصر کی سلطنت دو صدیوں تک قائم رہی لیکن ان کے سیاسی اقتدار کا توازن کبھی سپین کے عیسائی بادشاھوں کی باجگذاری اور کبھی شمالی افریقہ کے بنو مرین سلاطین کے ساتھ معاھدوں کے نازک اور خطرناک روابط کی بازی گری پر قائم تھا ـ بایں ھمہ یہ وہ دور تھا جس میں سپین میں اسلامی اقتـدار کے ڈوبتے سورج کی زرد دھوپ میں مسلم ثقافت کے سائے لمبے ہو رہے تھے ـ اسلامی تمدن کی بجھتی شمع کی لو اپنے آخری لمحات میں بھڑک اٹھی تھی ـ علم و فن اور زبان و ادب کو ایک مرتبہ پھر فروغ ملا تھا ـ غرناطہ علماء، فقہا، حکما اور صوفیا کی آخری آماجگاہ بن گیا تھا ـ ابن خلدون

(م ۱۴۰۶ء) ، ابن خطیب (م ۱۳۷۴ء) اور ابو اسحاق شاطبی (م۱۳۹۸ء) اسی دور کے مشاهیر تھے ۔ غرناطه میں بہت سی یادگار عمارات اسی دور سے تعلق رکھتی هیں ۔ مشہور زمانه قصر الحمرا جو فن تعمیر کی ایک نازک اور خیال آفرین غزل ہے اسی عہد کا کارنامه ہے ۔

زوال غرناطه

ارغون کے بادشاه فرڈی.نینڈ اور قشتاله کی ملکه ازابیلا مذهبی جوش و جذبے کے ساتھ سپین کی فتح ثانی کو جاری رکھے هوئے تھے۔ ۱۴۸۶ ء میں لوشه، ۱۴۸۷ء میں بلش، مالقه اور المیریه پر عیسائیوں کا قبضه هو گیا ۔ بازه کا حکمران الزغل غرناطه کے سلطان ابوعبدالله (۱۴۸۲ ۔ ۱۴۹۱ء) کا چچا تھا ۔ اس نے ابو عبدالله کو بارها مشترکه دشمن کے خلاف لڑائی میں تعاون کی درخواست کی لیکن ابو عبدالله کو اندیشه تھا که الزغل کی نگاهیں غرناطه پر هیں ۔ اس لئے ٹالتا رها۔ الزغل مرینی سلطان کی مدد حاصل کرنے میں بھی ناکام رها ۔ الزغل نے کئی سال تک بے جگری سے مقابله کیا لیکن طویل محاصره کی وجه سے علاقے میں زندگی مشکل هو گئی تھی ۔ البشارات کے شہروں او قلعوں کے والیوں نے یکے بعد دیگرے هتھیار ڈالنا شروع کئے اور آخر کار ۱۴۸۹ء میں الزغل فرڈی نینڈ اور ازبیلا کی اتحادی فوجوں کے سامنے هتھیار ڈالنے پر مجبور هوگیا ۔ بعد میں افریقه میں پناه لی ۔

الزغل کے خاتمے پر ابو عبدالله نے اطمینان کا سانس لیا لیکن بہت جلد اسے صحیح صورت حال کا احساس هوا ۔ عیسائیوں کے لئے غرناطه کے راستے کی ساری رکاوٹیں دور هو چکی تھیں ۔ سلطنت غرناطه جو اب قصر الحمراء تک محدود تھی عیسائیوں کا آخری اور آسان هدف تھی ۔

ابو عبداللہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فرڈی نینڈ کی اطاعت کا اعلان کر دے ۔ اس کے انکار پر عیسائی فوجوں نے الحمرا کا محاصرہ کر لیا ۔ اس محاصرے کی تیاری کے طور پر فوجوں نے قلعے کے اردگرد دور دور تک باغات اور کھیتوں کا صفایا کرکے چٹیل میدان بنا دیا ۔ مسلمان اب آخری جنگ لڑنے کے لئے تیار تھے ۔ ابو عبداللہ کا حوصلہ مند جرنیل موسی بن ابی الغازان عیسائیوں کی چوکیوں کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا ۔ فرڈی نینڈ نے فوراً غرناطہ کے میدانوں میں اپنی فوجیں اتار دیں ۔ جنگی ضرورتوں کے نام پر کھڑی فصلیں اور باغات تباہ کر دئے ۔ اردگرد کے مسلمان اور عیسائی باشندوں نے الحمرا میں پناہ لی ۔ جلد ہی رسد اور خوراک کم پڑ گئی ۔ موسیٰ کے سپاہی روزانہ بے جگری سے قشتالہ کی فوجوں سے لڑتے ہوئے جبال شلیر کے علاقے سے رسد حاصل کرتے ۔ فرڈی نینڈ نے محاصرے کو اور سخت کرکے رسد کے راستے بند کر دیئے ۔

غرناطہ میں قحط کا سامنا ہوا تو ابو عبداللہ نے جنگ بندی اور صلح کی پیش کش کی ۔ معاھدے کی شرائط کے لئے ۱۴۹۱ء میں گفت وشنید کا آغاز ہوا ۔ معاھدے کی شرائط کی فہرست بہت طویل تھی ۔ جن میں ابو عبداللہ کو البشارات میں جاگیر کے علاوہ تمام مسلمانوں کو جان، مال اور مذھب کی آزادی کی ضمانت دی گئی تھی ان کی مساجد اور مدارس کی حفاظت ، اذان کی آزادی، زبان، لباس اور ثقافتی آزادی، نظام قضا وغیرہ کی ضمانت دی گئی تھی ۔ موسیٰ نے ان شرائط کو فریب قرار دیتے ہوئے آخری دم تک لڑ کر جان دینا قبول کیا اور آخر زخموں سے چور دریائے شنیل میں کود گیا ۔ ابو عبداللہ نے ۲ جنوری ۱۴۹۲ء کو صلح کے معاھدے پر دستخط کرکے غرناطہ کی چابیاں فرڈی نینڈ کے حوالے کر دیں ۔

غرناطه کی مقامی روایت کے مطابق جب ابو عبداللہ الحمرا سے دستبردار ھو کر البشارات کی طرف جانے والی سڑک پر آیا تو واپس مڑکر غرناطه پر نظر ڈالی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ھو گئے۔ اس کی ماں نے اسے فہمائش کرتے ہوئے کہا ,, ھاں جس کی حفاظت تم مردوں کی طرح نہ کر سکے اب عورتوں کی طرح اس پر آنسوبہاؤ،، یہ جگہ آج بھی بو عبدل کی نگاہ واپسیں کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ ابو عبداللہ کچھ عرصه اپنی جاگیر اندرش میں قیام پذیر رہا لیکن بہت جلد فرڈی نینڈ نے اسے جلاوطن کر دیا ۔ اس نے فاس میں جلاوطنی کی حالت میں **۱۵۳۸**ء میں وفات پائی ۔

زوال غرناطه کے بعد

غرناطه پر قبضه کے فوراً بعد فرڈی نینڈ نے اس ابتلا کا آغاز کر دیا جو تاریخ میں هسپانوی ابتلا کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ سپین کے یہودی اور مسلمان دونوں اس کا نشانه بنے ۔ انهیں زبردستی عیسائی بنانا شروع کر دیا گیا ۔ انکار کی صورت میں اذیت ناک موت کی سزا دی جاتی ۔ مسلمانوں کی بہت قلیل تعداد نے بظاهر عیسائیت قبول کر لی اور خفیه طور پر وہ اسلام پر قائم رہے ۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے ۱۵۰۱ء میں بغاوت کا علم بلند کیا اور جبل بانسیہ کی جنگ میں فتح پائی ۔ تاهم انهوں نے مراکو، ترکی اور مصر میں باحفاظت هجرت کی شرائط پر جنگ بندی تسلیم کر لی ۔ عیسائیت قبول کرنے والے مسلمانوں کی کڑی نگرانی کی جاتی تهی اور غرناطه، قرطبه اور اشبیلیه میں آگ کے الاؤ بہت عرصه تک بھڑکتے رہے ۔ یہاں ان عیسائیوں کو سزا دی جاتی تهی جو ابهی خفیه طور پر اسلام پر قائم تھے ۔ بہت سے بچے ، بوڑھے، عورتیں اور مرد اس کی نذر هوگئے ۔

وہ مسلمان جنھوں نے ھجرت کی بجائے عیسائی بادشاھوں کی حکمرانی تسلیم کر لی تھی عربی میں مُدجّن ور ھسپانوی زبان میں مدے خار کہلاتے تھے ۔ سقوط غرناطہ کے بعد انھیں موریسکو کہا جانے لگا ۔ موریسکو عربی اور مقامی رومانی زبانیں بولتے تھے ۔ غیر عربی زبانوں کو عربی رسم الخط میں لکھتے تھے اور اسے العجمیہ کہتے تھے جو ھسپانوی زبان میں ال خامیادو کہلایا ۔ چودھویں صدی میں مسلمانوں کو فی کس اور فی مسجد ایک بھاری ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا ۔ تاھم انھیں اعلانیہ نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی ۔

غرناطہ میں مسلمانوں میں عیسائیت کی جبری تبلیغ کا آغاز ۱۴۹۸ء میں ھوا ۔ قدیم غرناطہ کے علاقے البائضین کے مسلمانوں نے بغاوت کر دی بغاوت ختم کر دی گئی تاھم مسلمانوں کو یہ اجازت دی گئی کہ اگر وہ عیسائیت قبول نہ کرنا چاھئیں تو پچاس ھزار سونے کے سکے کی ادائیگی کر دیں ۔ عدمِ ادائیگی پر انھیں جبراً عیسائی بنا لیا جاتا ۔

بلنسیہ اور اراغون کے موریسکو کی حالت قدرے بہتر تھی ۔ انھیں قانوناً مذھبی آزادی حاصل تھی ۔ تاھم عملی طور پر ان میں بھی جبری تبلیغ جاری تھی ۔ قشتالہ کا بادشاہ ایک مرتبہ سپین سے باھر کے دورے پر تھا تو بلنسیہ اور قشتالہ کے عیسائیوں نے بغاوت کر دی ۔ یہ بغاوت درحقیقت پادریوں اور امرا کے خلاف غریب عیسائیوں اور زمینداروں کا احتجاج تھا ۔ اس احتجاج میں موریسکو نے حصہ نہیں لیا ۔ نتیجہ یہ ھوا کہ موریسکو کے خلاف نفرت پھیل گئی اور ان کا قتل عام شروع ھو گیا ۔ انھیں کہا گیا کہ عیسائیت قبول کریں ورنہ اندلس سے ھجرت کر جائیں ۔

عیسائی زمیندار پادریوں کے تبلیغی جذبے کا مجبوراً احترام کرتے تھے ۔ دلی طور پر وہ تبلیغ کے حق میں نہیں تھے ۔ کیونکہ موریسکو

بہترین کاشتکار اور ہنر مند تھے اور اپنی وفاداری اور محنت کی عادت کی وجہ سے زمینداروں اور جاگیرداروں کے لئے نہایت قیمتی ذریعہ آمدنی بھی تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ موریسکو کو نکال دینے سے یہ علاقے ویران ہو جائیں گے ۔ چنانچہ وہ اکثر موریسکو پر سختی کے احکامات سے چشم پوشی کرتے تھے ۔ ۱۵۲۵ء میں چارلس پنجم نے بلنسیہ اور اراغون کے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی زبان، مذہب، لباس اور عادات ترک کرکے مکمل طور پر عیسائی ہو جائیں ۔ ۱۵۲۸ء میں بلنسیہ کے بارہ علما (ہسپانوی میں الفقی الجاماس : فقہاء الجماعہ) کا وفد بادشاہ سے ملا کہ اس حکم کو واپس لیا جائے کیونکہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہے ۔ بادشاہ نے حکم تو واپس نہیں لیا لیکن ان پر سزا کا نفاذ روک دیا گیا ۔ رسمی طور پر یہ لوگ عیسائی تھے اس لئے ارتداد کا قانون ان پر لاگو نہیں کیا گیا ۔

اگرچہ ۱۵۲٦ء میں عربی زبان پر پابندی لگادی گئی لیکن ۱۵٦۳ء میں ایک ٹیکس ,,فرضہ،، لگایا گیا جس کی رو سے ۲۰۰۰ سونے کے سکے کی ادائیگی پر عربی زبان اور لباس کے استعمال کی اجازت مل جاتی تھی ۔

۱۵٦٦ء میں فلپ دوم نے موریسکو پر لاگو قوانین کی سختی سے پابندی کے احکامات جاری کئے ۔ ۱۵٦۸ء میں حکم دیا کہ تین سال کے اندر اندر موریسکو عربی زبان ، لباس اور رسم و رواج کو ختم کر دیں ۔ جمعے اور تیوہاروں پر اپنے گھروں کے دروازے کھلے رکھیں ۔ غلام نہ رکھیں اور گھروں کے اندر یا باہر کسی بھی جگہ نہانا سختی سے منع کر دیا ۔

ان احکامات سے موریسکو میں بے چینی پھیل گئی اور انھوں نے غرناطہ میں دسمبر ۱۵٦۸ء میں ایک عالم عبداللہ محمد بن امیہ (جس

کا ظاهری نام فرنانڈوڈ والور تھا) کی سرکردگی میں مسلح بغاوت کر دی ـ اس بغاوت کو دبا دیا گیا اور تین هزار موریسکو غرناطه سے شہر بدر کرکے اشبیلیه بھیج دیئے گئے ـ شکست کی بڑی وجه تنظیم کی کمی اور آپس کے اختلافات تھے ـ فرنانڈو اپنے هی پیروکاروں کے هاتھوں مارا گیا ـ تاهم اس طرح کی بغاوتیں غرناطه ، بلنسیه اور دوسرے شہروں میں ۱٦۰۷ء تک جاری رهیں اور ان پر سختیاں بڑھتی گئیں ـ ۱٦۰۹ء میں سپین کی حکومت نے تمام موریسکو کو ملک بدر کرنے کا فیصله کر لیا ـ ـ ۴ اگست ۱٦۰۹ء کو قریباً پچاس هزار موریسکو ملک سے نکال دیئے گئے ـ ان میں سے بعض نے فرانس جانے کی کوشش کی لیکن بہت بڑی رقوم وصول کرنے کے باوجود فرانس کے سرحدی حکام نے انهیں واپس کر دیا ـ ان میں سے بعض خفیه راستوں سے واپسی میں کامیاب هو گئے لیکن اکثر راستے کی صعوبتوں اور بھوک پیاس کا شکار هو کر مارے گئے ـ کچھ لوگ جنوب کی طرف تونس ، رباط اور ترکی کی جانب نکل گئے ـ

ان تمام کوششوں کے باوجود موریسکو کی ایک قلیل تعداد سپین میں موجود رهی یه بظاهر عیسائی تھے اور عیسائی عبادات میں شامل رهتے لیکن باطنی طور پر اسلام پر قائم رهے ـ حال هی میں سپین میں مذهبی اور سیاسی آزادی کے زیر اثر اور عالم اسلام سے رابطے کے بعد احیائے اسلام کا دور شروع هوا ہے ـ مقامی مسلمانوں کی تنظیموں نے کچھ مسجدیں واگذار کرا لی هیں اور مسلمانوں نے سیاسی پارٹیوں میں بھی اثر و رسوخ حاصل کرنا شروع کیا ہے ـ سپین کے جنوبی صوبے اندلسیه میں یه تحریک زیاده زور پکڑ چکی ہے کیونکه یہاں کے لوگ اسلامی ماضی کو اپنے ثقافتی تشخص کا حصه قرار دیتے هیں ـ

اندلس کی اسلامی ثقافت

اسلامی اندلس کے معاشرے میں عربوں اور بربروں کے علاوہ بہت بڑی تعداد ھسپانوی مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کی بھی تھی ۔ افریقہ کے بربر اور دیگر قبائل جنھوں نے اپنی زبان ترک کرکے عربی کو اپنا لیا ان کو مستعرب کا نام دیا گیا جو ھسپانوی زبان میں ,,موزارب،، کہلائے ۔ مقامی لوگ بلادیون کہلاتے تھے ۔ اس معاشرے کا ایک اھم غیر ملکی عنصر افریقہ اور یورپ سے آئے ھوئے زنگی، عبید اور صقالبہ غلام تھے ۔ مسلمانوں سے ان کی شادیاں ھوئیں تو ان کی اولاد کو مولّدین کہا گیا ۔ مولّدین نے اندلسی معاشرے میں بہت اھم مقام حاصل کیا ۔ اندلس کی مسلم آبادی میں بھی نسلی اور نسبی بنیادوں پر تقسیم قائم رھی ۔

اندلسی آبادی میں غیر مسلم کی حیثیت معاھدین کی تھی یعنی مسلم حکومت اور ان کے درمیان روابط کی بنیاد معاھدے پر تھی ۔ ان میں مسیحی اور یہودی دونوں شامل تھے ۔ یہ آبادی باجگذار تھی انھیں بھی موزاربہ کہا جاتا تھا ان کا معاشرتی اور سیاسی نظام مختلف تھا یہ شہر میں جماعت کی حیثیت سے خود مختار تھے ان کا سربراہ قومیس یا محافظ کہلاتا تھا ۔ جو محصولات، تعزیرات میں اپنا نظام قائم رکھتا تھا ان کا اپنا قاضی ھوتا تھا جسے قاضی العجم کہا جاتا تھا ۔ زوال غرناطہ کے بعد شروع شروع میں تقریباً یہی نظم و نسق موریسکو کے لئے بھی اپنایا گیا ۔

اندلس میں زراعت نے بہت ترقی کی ۔ اناج کی بعض قسمیں یورپ میں اندلسی ناموں سے معروف ھوئیں ۔ اموی امراء نے شام کے آبپاشی کے طریقوں کو یہاں رواج دیا ۔ اس سے زراعت کا انحصار صرف بارش پر نہیں رھا اور بارانی کے علاوہ دیگر فصلوں کی کاشت

بھی ممکن ہوئی ۔ آبپاشی کے لئے جو مختلف طریقے مسلمانوں نے متعارف کرائے ان کے نام ہسپانوی زبان میں اب بھی باقی ہیں مثلاً ساقیہ (چھوٹی نہریں) کے لئے ,,آسے قیا،، نعورہ (رہٹ ۔ پانی کو نشیب سے اوپر لے جانے کا آلہ) کے لئے ,,نوریا،، سانیہ (جانوروں کے ذریعے پانی کھینچنے کا آلہ) کے لئے ,,آسے نیا،، کے الفاظ آج بھی بولے جاتے ہیں ۔ مسلمانوں نے یہاں زیتون ، بہت سے اناج اور کئی پھلوں کی کاشت کو متعارف کرایا ۔ سیب ، بادام اور انجیر کی بہت سی اقسام کو ترقی دی ۔ انار یورپ میں یہیں سے پہنچا ۔ یورپی زبانوں میں اسے غرناطہ کا سیب (پوم گرینیٹ) کہا جاتا تھا ۔ بعض دیگر پودوں کی کاشت بھی مسلمانوں نے متعارف کرائی ۔ گنے کی شکر کے لئے ہسپانوی لفظ ,,ایل سوکرے،، یورپ کی مختلف زبانوں میں استعمال کیا گیا ۔ اس کے علاوہ زعفران، زیرہ، کشنیز، مجیٹھ، حنا، کپاس اور ریشم کی پیداوار کو بھی متعارف کرایا ۔

صنعت و حرفت کو بھی اسلامی اندلس میں بہت فروغ ملا ۔ عرب تجارتی رابطے پوری دنیا سے قائم تھے اس لئے اندلس میں آرائشی اور فنی تخلیقات کو بہت ترقی ہوئی ۔ پارچہ بافی، کوزہ گری ، زیورات، ہاتھی دانت اور چوب تراشی کا کام بے حد نفیس تھا۔ آج بھی اندلس میں طراز کے فن پر اس عہد کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں ۔

عربی زبان و ادب نے اندلس میں نئے اسلوب ایجاد کئے ۔ لسانیات پر بیش قیمت کتابیں لکھی گئیں ۔ بے شمار شعراء اور ادیب پیدا ہوئے جنھوں نے عربی زبان وادب کو مالا مال کیا ۔ شعر میں ,,زجل،، (سادہ لوک شاعری کی صنف جس میں ہر بند کے آخر میں ایک مصرعہ شروع کے بیت کا ہم قافیہ اور ردیف آتا ہے)، ,,موشحات،، (نظم کی

ایک صنف جو پانچ یا زیادہ بند پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر بند میں تین مصرعے ہم قافیہ اور پھر دو مصرعے شروع کے بیت کے ہم قافیہ ہوتے تھے) اور ,,خرجات،، کی نئی اصناف متعارف ہوئیں ، تاریخ، جغرافیہ، طب، فقہ، حسبہ اور وثیقہ نویسی پر کتابیں لکھی گئیں۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے زوال غرناطہ کے بعد بھی عربی زبان کافی عرصے تک عیسائی بادشاہوں کی سرکاری زبان رہی ۔ اس کے بعد سرکاری پابندیوں کے باوجود عربی زبان خفیہ طور پر جاری رہی ۔ اور اندلس کے لوک گیتوں اور چپسی محاوروں میں آج بھی موجود ہے۔ علمی اور سائنسی اصطلاحات پر عربی غالب ہے ۔ یورپ میں بیشتر علمی اصطلاحات جو ہسپانوی زبان کے راستے متعارف ہوئیں عربی زبان سے متأثر ہیں ۔

اندلس کے عربی شعرا میں ابن زیدون (م ۱۰۷۰ء) کا نام سرفہرست ہے۔ اشبیلیہ کے بنو عباد کے دربار میں شعر و ادب کو جو سرپرستی حاصل ہوئی ان میں عبادی شہزادوں المعتضد (۱۰٦۹ء) اور المعتمد (۱۰۹۵ء) کے نام بھی آتے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن عمار (م۱۰۸۳ء) ابن خفاجہ (۱۱۳۹ء)کی عشقیہ شاعری معروف ہے۔ اندلس نے حسانہ، التمیمہ، ام العلاء، امت العزیز، الشریفہ اور الغسانیہ کے پایے کی شاعرات بھی عربی ادب کو دیں ۔

ملکی نظم ونسق کے لئے مسلمانوں نے جو نظام متعارف کرایا تھا ۔ وہ زوال غرناطہ کے بعد بھی دیر تک جاری تھا ۔ سلطان کی مدد کے لئے وزراء کی ایک کونسل ہوتی تھی جس کا سربراہ حاجب کہلاتا تھا ۔ ہسپانوی لفظ الگوازل (جو غالباً اصل میں الوزیر ہے) اسی کی یادگار ہے۔ ہر وزیر کے ساتھ مختلف کاتب ہوتے تھے جن میں کاتب الدول (جنرل سیکرٹری) کاتب الرسائل (خط و کتابت) اور کاتب

الزمام (ملک کے داخلی امور اور دفاع) اور صاحب الاشغال (مالی اور دیوانی امور) زیادہ ممتاز تھے ۔ غرناطہ میں محاصل کی ذمہ داری وکیل کے سپرد تھی ۔ شہری نظم ونسق کے لئے ہر شہر میں صاحب الشرطہ (پولیس) صاحب المدینہ (سٹی مجسٹریٹ) اور صاحب اللیل (نائٹ مجسٹریٹ) اور محتسب (مارکیٹ انسپکٹر) مقرر کئے جاتے تھے یہ عہدیدار قاضی کو جواب دہ تھے ۔ ہسپانوی لفظ ,,الکالدہ،، اسی نظام کی یاد دلاتا ہے ۔

قضا کے نظام میں اندلس میں بہت سی تبدیلیاں آئیں ۔ شروع میں مرکز کے قاضی کا عہدہ قاضی عسکر کہلاتا تھا ۔ لیکن بعد کے ادوار میں یہ قاضی الجماعہ کہلایا ۔ قاضی کی مدد کے لئے فقہا اور مفتیوں کی ایک جماعت عدالت میں موجود رہتی تھی انہیں ,,المشاورون،، کہا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ مفتی ، وثیقہ نویس اور الفکاک کے عہدے بھی تھے ۔ موخر الذکر کا کام غیر مسلم علاقوں میں اسیر مسلمانوں کو قید سے چھڑانا تھا ۔

فوجی نظام میں قائد اور امیر جیش کے علاوہ شیخ الغزاۃ کا عہدہ بھی تھا یہ زیادہ تر بربر اور افریقی مجاهدوں اور غازیوں کا سربراہ ہوتا تھا جو ہر سال سرحدی علاقوں میں جہاد کی مہم میں حصہ لیتے تھے ۔

اندلسی ثقافت میں علم تاریخ، علم فقہ، فلسفہ وکلام نے بہت ترقی کی ۔ تاریخ میں ابن خلدون کے علاوہ ابن حیان (م ۱۰۷٦ء) ابن الابار (م ۱۰۷٦ء) ابو عبید عبداللہ البکری (م۱۰۹۴ء) ابن بشکوال (م۱۱۸۳ء)ابن سعید (م ۱۲۸۷ء) لسان الدین ابن الخطیب (م ۱۳۷۴ء) وغیرھم کی ایک طویل فہرست ہے ۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کا جو مقدمہ لکھا وہ علم تاریخ اور عمرانیات کی گراں قدر تصنیف شمار کیا

جاتا ہے۔ ابن الخطیب نے کئی کتابیں لکھیں جن میں تین جلدوں پر مشتمل ,,الاحاطه،، غرناطه کے علما و فقہا کی تاریخ بھی شامل ہے۔

فلسفه و کلام میں ابن باجه (آوم پاچے م ۱۱۳۸ء) ابن طفیل (م۱۰۸۵ء) جیسی قدآور شخصیتوں کے نام آتے ہیں ان میں سب سے زیادہ شہرت ابن رشد (آوے روس م ۱۱۹۸ء) کو ملی ۔ ابن رشد نے مذہب کی عقلی بنیادوں پر جو توجیه کی تھی اس کے یورپ پر گہرے اثرات پڑے ۔ ابن رشد کی کتابوں کے لاطینی زبان میں ترجمے ہوئے تو یورپی فکر میں ایک تحریک ,,آوے رزم،، کے نام سے چلی جس میں مذہب اور فلسفه میں تطبیق پر زور دیا گیا ۔ اس تحریک سے اصلاح مذہب اور اصلاح کلیسا کی تحریکوں کو بے حد تقویت ملی ۔

دینی علوم میں ایک ممتاز نام قرطبه کے ابن حزم (م ۱۰٦۴ء) کا ہے جس نے ادب ، کلام، تفسیر ، اصول فقه اور فقه میں تصنیفات چھوڑی ہیں ۔ ابن حزم فقه میں اهل حدیث اور ظاہری مذہب کے پیروکار تھے ۔ اندلس میں مالکی مذہب کے رواج سے پہلے اهلحدیث، اوزاعی، شافعی اور ظاہری مسالک متداول تھے ۔ حدیث میں ابن حزم کے علاوه ابن عبدالبر (م ۱۰۷۱ء) کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں ۔

خلیفه ہشام (م ۷۹٦ء) کے عہد میں مالکی مذہب کو سرپرستی حاصل ہوئی تو مالکی فقه کی تدوین و اشاعت کا کام بھی شروع ہو گیا ۔ المؤطا کی متعدد شروح کے علاوه مسائل فقه پر بھی کتابیں لکھی گئیں ان میں ابن حبیب کی ,,شرح المؤطا،، ، ,,الواضحه،، اور ان کے شاگرد کی کتاب ,,العتبیه،، ممتاز حیثیت رکھتی ہیں ۔ العتبیه مسائل فقه پر استخراجی طریقے سے لکھی گئی تھی یه کتاب نویں اور دسویں صدی میں اندلس اور مغرب میں بہت مقبول ہوئی ۔ ابوالولید

محمد ابن رشد (م ۱۱۲۶ء) نے کئی جلدوں میں اس کی شرح ,,البیان والتحصیل،، کے نام سے لکھی اس کے علاوہ ان کی کتاب ,,المقدمات الممہدات فی الاحکام الشرعیه،، بھی مالکی فقه کی بنیادی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ ابن رشد کے بعد ممتاز نام ان کے شاگرد قاضی عیاض (م ۱۱۴۹ء) کا ہے جو المرابطون کے عہد میں تھے۔ انہوں نے فقه کے علاوہ حدیث، سیرت اور رجال پر کتابیں لکھیں۔

الموحدین کے عہد میں مالکی مذہب کو سرکاری سرپرستی حاصل نه رہی۔ اہلحدیث، شافعی اور ظاہری مسالک کو دوبارہ عروج ملا۔ فلسفی اور فقیه ابن رشد (۱۱۹۸ء) کا تعلق اسی دور سے ہے۔ یه اشبیلیه اور قرطبه میں قاضی رہے۔ ان کی کتاب ,,بدایة المجتہد،، مسائل فقه میں فقہا کے اختلافات اور قرآن وسنت سے ان کی نصوص کا مختصر جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس دور میں شافعی فقه، اشعری کلام اور تصوف کے اثرات مالکی فقه پر پڑنا شروع ہوئے۔

دینی علوم خصوصاً فقه اور اصول فقه پر گراں قدر تخلیقی کام اندلس کے آخری حکمران خاندان بنو نصر کے دور میں ہوا۔ اس دور میں ابن لب، ابن سراج، ابو اسحاق شاطبی اور ان کے شاگرد ابن عاصم نے فقه اور اصول پر کتابیں لکھیں۔ شاطبی کی ,,الموافقات،، اور ,,الاعتصام،، نے اصول فقه میں نیا اسلوب پیش کیا۔ ابن عاصم کی کتاب ,,تحفة الحکام ،، مالکی فقه کی منظوم کتاب ہے جو اس وقت سے لے کر آج تک مالکی فقه کی بنیادی کتاب شمار کی جاتی ہے۔ اس دور میں سیاسی ، معاشی اور معاشرتی تبدیلیاں بہت تیزی سے آئیں اس لئے بہت سے نئے فقہی مسائل بھی پیدا ہوئے۔ اس دور میں فتاوی کی کثرت اس بات کا ثبوت ہے که فقہا کو ان مسائل کے حل کے لئے اصولی مباحث کی طرف زیادہ توجه دینا پڑی۔ اس دور کے

فتاوی کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کے کئی مجموعے تیار ہو چکے ہیں ۔ ان میں سے ایک مجموعہ ,,المعیار المعرب ،، بارہ جلدوں پر مشتمل حال ہی میں شائع ہوا ہے ۔

سپین کی علمی سرگرمیوں کا پورے یورپ میں چرچا تھا ۔ سپین کی درسگاہوں میں دوسرے علاقوں سے بھی طالب علم آتے تھے ۔ عیسائیوں نے جن شہروں پر قبضہ کیا ان میں سے بعض کی تعلیمی سرگرمیاں اسی طرح برقرار رہیں ان میں طلیطلہ اور برشلونہ قابل ذکر ہیں ۔ یہاں کے کتب خانوں کو عیسائیوں نے کھنگال ڈالا ۔ بہت سی کتابوں کے لاطینی میں ترجمے کئے ۔ فلسفہ ، کیمیا، طبیعیات اور طب جیسے علوم کے علاوہ قانون اور فقہ میں بھی انھوں نے دلچسپی لی ۔ غرناطہ میں مشہور قانونی فلسفی سوارے نے فلسفہ قانون پر جو کتاب لکھی اس میں دلائل اور طرز استدلال وہی ہیں جو شاطبی اور دوسرے فقہا کے ہاں ملتے ہیں ۔ ایک اور قانون دان وتوریہ کے ہاں بھی یہ مماثلت ملتی ہے ۔ یہ دونوں عیسائی مذہبی قانون کے ماہر تھے ۔ انھوں نے مذہبی قانون میں ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد ڈالی جو سپینش جیورسٹس (ھسپانوی قانون دانوں) کے نام سے معروف ہے ۔ یہ رومی اور بازنطینی مکاتب فکر کے مقابلے میں بہت ترقی یافتہ تحریک تھی ۔ اسی کے زیر اثر یورپ میں قانون بین الممالک کا آغاز ہوا ۔

اندلس میں اسلامی ثقافت کے اس مختصر جائزے کو ختم کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اندلسی ثقافت تاریخ انسانیت کا وہ دور ہے جس میں اسلامی ثقافت نے فروغ علم کی مشعل سپین تک پہنچائی جہاں سے یورپ نے ترقی کی دوڑ کا اگلا مرحلہ شروع کیا ۔ چنانچہ جارج مقدسی اور دیگر جدید مؤرخین کا کہنا ہے کہ جدید

یورپ بلکه عالم انسانیت کے نئے دور کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے تاریخ انسانیت کے اس باب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے جسے اندلس میں مسلمانوں نے تحریر کیا ۔

★★★